# قرآن مجید کے فنی محاسن

سید قطب شہید رحمۃ اللہ علیہ گزشتہ صدی کے مایۂ ناز مفسر قرآن بہترین ادیب، عزم واستقامت کے پیکر، بیباک اور نڈر داعی اسلام گزرے ہیں۔ ظالم وجابر حاکم وقت کے سامنے کلمۃ الحق بلند کرنا ان کی زندگی کا طرہ امتیاز رہا ہے۔ اس سلسلہ میں قید وبند کی سخت ترین ابتلا و آزمائش جھیلنا گوارا کیا مگر ظالم حاکم کے سامنے معافی مانگنے کا ہلکا سا لفظ بھی زبان پر نہ آیا اور اسی کلمۃ الحق بلند کرنے کی پاداش میں جام شہادت نوش کیا۔

یہ اقتباس ان کی مشہور کتاب "التصویر الفنی فی القرآن" سے پیش کیا جارہا ہے اس کتاب میں انہوں نے قرآن کے مناظر کی فنی نقشہ کشی، حسی تخیل، فن کے لحاظ سے نظم کلام، قرآنی قصے، قصوں کے اغراض ومقاصد، قصہ گوئی میں فن اور دین کا امتزاج، قصہ کے فنی خصائص، قصہ میں واقعہ نگاری کا جز، قرآن کے بیان کردہ انسانی نمونے، وجدانی منطق اور قرآن کا طریق دعوت، ان تمام پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کی ہے اس میں سے یہ اقتباس پیش کیا جارہا ہے۔

## مثالی واقعات

### ۱۔ باغ والوں کا واقعہ

اب ہم ان مثالی واقعات کا نمونہ پیش کرتے ہیں جو قرآن نے بیان کیے ہیں۔

ذرا چشم تصور کو وا کیجئے ہم باغ والوں (اصحاب الجنہ) کے سامنے کھڑے ہیں۔ وہ باغ دنیا میں ہے اخروی جنت نہیں ہے باغ والے رات کو کچھ سوچ بچار کر رہے ہیں۔ فقراء ومساکین اس باغ کا پھل کھایا کرتے تھے مگر باغ کے مالک اب ان کو محروم کر کے تنہا اس سے مستفید ہونا چاہتے ہیں۔ آیئے دیکھیں کہ وہ اس منصوبے کو کس طرح عملی جامہ پہناتے ہیں۔

اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ (۱۷) وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ (۱۸) [القلم]

''ہم نے ان لوگوں کی اسی طرح آزمائش کی ہے جس طرح باغ والوں کی آزمائش کی تھی جب انہوں نے قسمیں کھا کھا کر کہا کہ صبح ہوتے ہوتے ہم اس کا میوہ توڑ لیں گے اور ان شاءاللہ نہ کہا''۔

انہوں نے رات کو یہ منصوبہ بنایا کہ صبح سویرے باغ کا پھل توڑ لیں گے اور فقراء کے لیے کچھ بھی باقی نہ چھوڑیں گے۔ ہم سردست ان کے منصوبے کو نظر انداز کر کے دیکھتے ہیں کہ رات کی تاریکی میں کیا ہوا۔ وہ رات کو نظر نہیں آرہے اور کائنات کا تھیٹر ان سے خالی ہے اچانک ناظرین کیا دیکھتے ہیں۔ رات کی تاریکی میں ایک پوشیدہ سی حرکت نمودار ہو رہی ہے۔

فَطَافَ عَلَيۡهَا طَآئِفٌ مِّنۡ رَّبِّکَ وَهُمۡ نَآئِمُوۡنَ (۱۹) فَاَصۡبَحَتۡ كَالصَّرِيۡمِ (۲۰)[القلم]

''سو وہ ابھی سو رہے تھے کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے (راتوں رات) اس پر ایک آفت پھر گئی تو وہ ایسا ہو گیا جیسے کٹی ہوئی کھیتی''۔

یہ سب کچھ ان کی بے خبری میں ہوا۔ جب صبح ہوئی تو ایک دوسرے کو پکارنے لگے کہ چلو چل کر پھل توڑ لیں۔ انہیں کچھ معلوم نہ تھا کہ رات کی تاریکی میں باغ پر کیا حشر گزر گیا ہے۔

فَتَنَادَوۡا مُصۡبِحِيۡنَ (۲۱) اَنِ اغۡدُوۡا عَلٰى حَرۡثِكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰرِمِيۡنَ (۲۲) فَانۡطَلَقُوۡا وَهُمۡ يَتَخَافَتُوۡنَ (۲۳) اَنۡ لَّا يَدۡخُلَنَّهَا الۡيَوۡمَ عَلَيۡكُمۡ مِّسۡكِيۡنٌ (۲۴)[القلم]

''جب صبح ہوئی تو وہ لوگ ایک دوسرے کو پکارنے لگے کہ اگر تم کو کاٹنا ہے تو اپنی کھیتی پر سویرے ہی جا پہنچو تو وہ چل پڑے اور آپس میں چپکے چپکے کہتے جاتے تھے کہ آج یہاں تمہارے پاس ہرگز کوئی فقیر نہ آنے پائے''۔

اب تھوڑی دیر کے لیے ناظرین کو چپ رہنا چاہیئے اور سردست باغ والوں کو بتانا نہیں چاہیئے کہ ان کے باغ پر کیا گزری۔ ابھی تمسخر و مذاق پر مشتمل وہ قہقہے بھی بلند نہیں ہونے چاہئیں جن کا وقت اب آیا چاہتا ہے اور جن میں ابھی تھوڑی سی دیر سے ناظرین دیکھ رہے ہیں کہ باغ والے فریب خوردہ ہیں۔ وہ چپکے چپکے باتیں کرتے جا رہے ہیں کہ کہیں باتیں سن کر کوئی محتاج نہ آجائے۔ ناظرین اپنے قہقہوں کو کب تک دبائے رکھیں گے۔ اب جی کھول کر ہنسی کا وقت آ گیا۔ ان کے ساتھ اب سب سے بڑا مذاق یہ ہے کہ:-

وَغَدَوۡا عَلٰى حَرۡدٍ قٰدِرِيۡنَ (۲۵)[القلم]

''اور کوشش کے ساتھ سویرے ہی جا پہنچے (گویا کھیتی پر) قادر (ہیں)''

بے شک وہ محروم رکھنے پر قادر ہیں...... مگر اپنے کو محروم رکھنے پر محتاجوں کو نہیں...... اب اچانک انہیں باغ کی بربادی کا پتہ چلتا ہے۔ ناظرین یہ دیکھ کر جتنا چاہیں ہنسیں۔

فَلَمَّا رَاَوۡهَا قَالُوۡۤا اِنَّا لَضَآلُّوۡنَ (۲۶)[القلم]

''پھر جب اس باغ کو دیکھا تو کہنے لگے کہ بیشک ہم راستہ بھول گئے ہیں''۔

کہنے لگے یہ ہمارا وہ باغ نہیں ہے جو پھلوں سے لدا ہوا تھا دراصل ہم راستہ بھول کر کسی اور جگہ آ گئے ہیں۔لوگو! ہمیں راستہ بتاؤ:-

بَلۡ نَحۡنُ مَحۡرُوۡمُوۡنَ (۲۷)[القلم] ''بلکہ ہماری قسمت ہی پھوٹ گئی''

قَالَ اَوۡسَطُهُمۡ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّكُمۡ لَوۡلَا تُسَبِّحُوۡنَ (۲۸) قَالُوۡا سُبۡحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيۡنَ (۲۹)[القلم]

''ایک جوان اُن میں فرزانہ تھا بولا کیا میں نے تم سے نہیں کہا کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے؟ (تب) وہ کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار پاک ہے بے شک ہم ہی قصوروار تھے''

مگر وقت کھو کر اب افسوس کا کیا فائدہ؟ جس طرح دستور ہے کہ جب کسی کام کا برا نتیجہ برآمد ہوتا ہے تو اس کام کے شرکاء باہم ایک دوسرے پر الزام دھرتے ہیں۔اسی طرح یہ بھی کرنے لگے:-

فَاَقۡبَلَ بَعۡضُهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ يَّتَلَاوَمُوۡنَ [القلم:۳۰]

''پھر ایک دوسرے کو مخاطب کر کے باہم الزام دینے لگے''

پھر یکایک ایک دوسرے کو مجرم قرار دینے کی بجائے سب اعتراف جرم کرتے ہیں یہ عین ممکن ہے یہ اعتراف ان کے لیے مفید ثابت ہو اور ضائع شدہ باغ کے بجائے انہیں اور باغ مل جائے۔

قَالُوۡا يٰوَيۡلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا طٰغِيۡنَ (۳۱) عَسٰى رَبُّنَاۤ اَنۡ يُّبۡدِلَنَا خَيۡرًا مِّنۡهَاۤ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوۡنَ (۳۲) [القلم]

''کہنے لگے ہائے شامت ہم ہی حد سے بڑھ گئے تھے امید ہے کہ ہمارا پروردگار اس کے بدلے میں ہمیں اس سے بہتر باغ عنایت کرے ہم اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرتے ہیں''۔

۲-دو باغوں والے شخص کا قصہ

آیئے اب آپ کو ایک اور باغ والے کا قصہ سنائیں۔جس کے ایک نہیں دو باغ تھے اور باغ بھی اس باغ سے کہیں بڑے جس کا ذکر آپ نے سنا۔اس کا واقعہ ایک دوسرے ساتھی کے ساتھ وابستہ ہے جس کے پاس باغات تو نہ تھے مگر اسکا سینہ نور ایمان سے ضرور منور تھا۔یہ دونوں شخص اپنے اپنے گروہ کا نمونہ پیش کرتے تھے۔دو باغوں والا اس دولت مند شخص کا نمونہ پیش کرتا تھا جو دولت و ثروت کے گھمنڈ میں آ کر اس بڑی طاقت کو بھول گیا ہو جس کے قبضہ میں زندگی اور اس کے تمام لوازم ہیں۔وہ اس زعم باطل میں مبتلا تھا کہ یہ خوشحالی اور فارغ البالی ابدی و دائمی ہے وہ قوت و شوکت سے کبھی محروم نہیں ہوگا اس کے مقابلے میں دوسرا ساتھی صرف ایمان کو اپنے لیے سرمایۂ عزت و افتخار تصور کرتا تھا۔ہمیشہ اپنے پروردگار کو یاد کرتا اور سمجھتا کہ یہ خوشحالی اپنے محسن کی یاد دلاتی ہے۔اس لیے اس کی حمد و ثناء کرتے رہنا

چاہیئے اور کفر وجحود سے احتراز برتنا چاہیے۔

وَاضۡرِبۡ لَهُمۡ مَثَلًا رَّجُلَيۡنِ جَعَلۡنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيۡنِ مِنۡ اَعۡنَابٍ وَّ حَفَفۡنٰهُمَا بِنَخۡلٍ وَّ جَعَلۡنَا بَيۡنَهُمَا زَرۡعًا(۳۲) كِلۡتَا الۡجَنَّتَيۡنِ اٰتَتۡ اُكُلَهَا وَ لَمۡ تَظۡلِمۡ مِّنۡهُ شَيۡـئًا وَّفَجَّرۡنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا(۳۳)[الکھف]

''اوران سے دو شخصوں کا حال بیان کردو جن میں سے ایک کو ہم نے انگور کے دو باغ (عنایت) کیے تھے اوران کے گرداگرد کھجوروں کے درخت لگا دیئے تھے اوران کے درمیان کھیتی پیدا کردی تھی۔ دونوں باغ (کثرت سے) پھل لاتے اوراس (کی پیداوار) میں کسی طرح کی کمی نہ ہوتی اور دونوں میں ہم نے ایک نہر بھی جاری کر رکھی تھی۔''

ان آیات سے دونوں باغوں کی تصویر کھل کر سامنے آتی ہے کہ وہ کس قدر سرسبز وشاداب تھے۔ یہ پہلا منظر ہے۔اب دوسرا منظر ملاحظہ فرمایئے۔

وَكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَنَا اَكۡثَرُ مِنۡكَ مَالًا وَّ اَعَزُّ نَفَرًا [الکھف:۳۴]

''اور (اس طرح) اس (شخص) کو (ان کی) پیداوار (ملتی رہتی) تھی تو (ایک دن) جبکہ وہ اپنے دوست سے باتیں کررہا تھا کہنے لگا کہ میں تم سے مال ودولت میں بھی زیادہ ہوں اور جتھے (اور جماعت) کے لحاظ سے بھی زیادہ عزت والا ہوں''

کچھ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس نے یہ بات اپنے ساتھی سے اس وقت کہی جب دونوں ان باغات کی طرف جارہے تھے۔ کچھ بعید نہیں کہ باغات کے دروازے تک پہنچ گئے ہوں۔ کیونکہ اس کے بعد یہ الفاظ ہیں:-

وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ قَالَ مَاۤ اَظُنُّ اَنۡ تَبِيۡدَ هٰذِهٖۤ اَبَدًا (۳۵) وَّ مَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَّلَئِنۡ رُّدِدۡتُّ اِلٰى رَبِّىۡ لَاَجِدَنَّ خَيۡرًا مِّنۡهَا مُنۡقَلَبًا(۳۶)[الکھف]

''اپنے حق میں ظلم کرتا ہوا اپنے باغ میں داخل ہوا کہنے لگا کہ میں نہیں خیال کرتا کہ یہ باغ کبھی تباہ ہو اور نہ خیال کرتا ہوں کہ قیامت برپا ہو اور اگر میں اپنے پروردگار کی طرف لوٹایا بھی جاؤں تو (وہاں) ضرور اس سے اچھی جگہ پاؤں گا۔''

ہم دیکھتے ہیں کہ وہ شخص تکبر وغرور اور سرکشی کی آخری حد تک پہنچ گیا تھا۔غور فرمایئے کہ اس کے غریب ساتھی پر اس کی گفتگو کا کیا اثر ہوگا؟ اس کے پاس تو نہ باغ ہے نہ مال ودولت ۔اعوان وانصار بھی اسکے یہاں موجود نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ وہ مومن ہے۔اور یہی وجہ ہے کہ یہ سب کچھ دیکھتے اور سنتے ہوئے بھی وہ اپنے آپ کو ذلیل نہیں سمجھتا۔ وہ اپنے رب کی عزت کو کبھی نہیں بھولتا۔ وہ اپنے باغی ساتھی کو راہ راست پر لانے کے فریضے کو کبھی نظرانداز نہیں کرتا۔ وہ اسے زجر وتوبیخ بھی کرتا ہے وہ اپنے مغرور ساتھی کو یاد دلاتا ہے کہ اس کی تخلیق مٹی جیسی حقیر چیز سے ہوئی ہے۔

قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗ اَكَفَرْتَ بِالَّذِیْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰكَ رَجُلًا(۳۷) لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّیْ وَ لَاۤ اُشْرِكُ بِرَبِّیْۤ اَحَدًا(۳۸) وَلَوْ لَاۤ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا (۳۹) فَعَسٰى رَبِّیْۤ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا (۴۰) اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا(۴۱) [الکہف]

''تو اس کا دوست جو اس سے گفتگو کر رہا تھا کہنے لگا کہ تم اس (خالق) سے کفر کرتے ہو جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے پھر تمہیں پورا مرد بنایا مگر میں تو یہ کہتا ہوں کہ اللہ ہی میرا پروردگار ہے اور میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا اور (بھلا) جب تم اپنے باغ میں داخل ہوئے تو تم نے ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ کیوں نہ کہا اگر تم مجھے مال و اولاد میں اپنے سے کمتر دیکھتے ہو تو عجب نہیں میرا پروردگار مجھے تمہارے باغ سے بہتر عطا فرمائے اور اس (تمہارے باغ) پر آسمان سے آفت بھیج دے تو وہ چٹیل میدان ہو جائے یا اس (کی نہر) کا پانی گہرا ہو جائے تو پھر تم اسے نہ لا سکو''

یہاں پہنچ کر دونوں ساتھیوں کے درمیان یہ سین ختم ہو جاتا ہے ایک ساتھی مرغے کی طرح گردن اکڑائے ہوئے ہے۔اس کے ہرے بھرے باغ نے اس کو مغرور بنا دیا ہے۔اس کے مقابلے میں دوسرا ساتھی مومن ہے اور ایمان کو اپنے لیے سرمایۂ افتخار سمجھتا ہے وہ اپنے ساتھی کو وعظ نصیحت بھی کرتا رہتا ہے اسے بتاتا ہے کہ باغ کو سرسبز وشاداب دیکھ کر اسے کیا کرنا چاہیئے تھا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ساتھی اس کی باتوں پر کان نہیں دھرتا۔یہ فطری بات ہے کہ اس کی بے حسی کو دیکھ کر دین دار ساتھی کو غصہ آ جاتا ہے وہ بارگاہ خداوندی میں دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالی اس کے باغ کو تباہ وبرباد کر دے اور وہ ایک بے آب و گیاہ چٹیل میدان ہو کر رہ جائے۔یا اس کا پانی زمین کے اندر اتر جائے اور وہ اسے تلاش بھی نہ کر سکے پانی کا لانا تو خیر بڑی بات ہے غصہ کی حالت ہی میں دونوں ساتھی ایک دوسرے سے الگ ہو جاتے ہیں اب ہم یہ دیکھنے کے متمنی ہیں کہ پھر کیا ہوا؟ ملاحظہ فرمائیں:

وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَاۤ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِیَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِیْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّیْۤ اَحَدًا[الکہف:۴۲]

''اور اس کے میووں کو عذاب نے آگھیرا اور وہ اپنی چھتریوں پر آ کر رہ گیا تو جو مال اس نے اس پر خرچ کیا تھا اس پر (حسرت سے) ہاتھ ملنے لگا اور کہنے لگا کہ کاش میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا''

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالی نے اس مومن کی دعا قبول کر لی جسے بلاوجہ تنگ کیا گیا تھا ہم دیکھتے ہیں کہ مرد مومن کا ساتھی

اس بات پر کف افسوس مل رہا ہے کہ اس کا کیا دھرا سب ضائع ہوگیا۔ باغ تباہی سے ہمکنار ہو چکا ہے اب حسرت وندامت کے اظہار کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے اب وہ اس بات پر اظہار افسوس کرتا ہے کہ وہ شرک کا مرتکب کیوں ہوا؟ آیئے اب تباہی وبربادی اور اعتراف واستغفار کے اس منظر کو ختم کردیں۔اب پردہ گرتا اور یہ سین ختم ہوجاتا ہے۔

(تالیف: سید قطب شہیدؒ ترجمہ: غلام احمد حریریؔ)

..............................

## قیامت اور عذاب وثواب

ان مناظر کا ایک مقصد زندگی بعد موت اور حساب وکتاب کے بعد جنت ودوزخ کی عکاسی ہے یہ مناظر کبھی تو جنت ودوزخ دونوں کو مادی شکل میں پیش کرتے ہیں جنہیں قوت حاسہ لمس سے محسوس کرتی ہے اور کبھی معنوی صورت میں پیش کرتے ہیں جس کا ادراک انسان کا نفس ناطقہ ہی کرسکتا ہے اور کبھی دونوں صورتیں یک جا ہوجاتی ہیں۔

دوزخ میں جسموں کو داغا جائے گا:-

چنانچہ ٹھوس مادی شکل میں عذاب کا بیان اس صورت میں ہوتا ہے

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (۳۴) يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ (۳۵) [توبہ]

”دردناک عذاب کی خوشخبری دو ان کو جو سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ایک دن آئے گا کہ اسی سونے اور چاندی پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی اور پھر اسی سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا...... یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا لو اب اپنی سمیٹی ہوئی دولت کا مزا چکھو“۔

یہاں اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے والوں کا حشر چشم تصور کے سامنے آگیا ہے وہ مال ودولت جسے وہ دنیا میں سونا چاندی کی شکل میں جمع کرتے رہے تھے آج اسے دوزخ کی آگ میں سرخ کر کے ان کے اعضاء وجوارح کو داغا جارہا ہے اور استہزاءً یہ کہا جارہا ہے۔لو یہ ہے تمہارا وہ خزانہ جسے تم دنیوی زندگی میں جمع کرتے رہے تھے آج ذرا

اس کا مزہ چکھو۔“

دوزخیوں کے سروں پر کھولتا ہوا پانی:۔

ایک دوسرے مقام پر مجسم عذاب کی یوں عکاسی کی گئی ہے۔

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِیَابٌ مِّنْ نَّارٍ ط یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُ وْسِهِمُ الْحَمِیْمُ (۱۹) یُصْهَرُ بِهٖ مَافِیْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ(۲۰) وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِیْدٍ (۲۱) كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِیْدُوْا فِیْهَا ق وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ (۲۲)[الحج]

”یہ دو فریق ہیں جن کے درمیان اپنے رب کے معاملے میں جھگڑا ہے ان میں سے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان کے لیے آگ کے لباس کاٹے جا چکے ہیں۔ ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا جس سے ان کی کھالیں ہی نہیں پیٹ کے اندر کے حصے تک گل جائیں گے اور ان کی خبر لینے کے لیے لوہے کے گرز ہوں گے جب کبھی وہ گھبرا کر جہنم سے نکلنے کی کوشش کریں گے پھر اسی میں دھکیل دیئے جائیں گے کہ چکھو اب جلنے کی سزا کا مزہ“۔

منکرین حق کو دوزخ میں برہنہ جسم یوں ڈال دیا گیا ہے کہ اب آتش دوزخ ہی ان کے جسم کے گرد لپٹ کر ان کا لباس بن گئی ہے۔ ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی انڈیلا جا رہا ہے جو ان کے دماغ اور قلب و جگر اور امعاء و جلود کو گھلائے جا رہا ہے۔ جب بھی وہ اس ناقابل برداشت و روح فرسا تکلیف سے نکل بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں لوہے کے گرز مار مار کر انہیں دوبارہ وہیں دھکیل دیا جاتا ہے اور ان کی خبر لینے والے دوزخ کے کارندے انہیں جھڑک کر یوں مخاطب ہوتے ہیں ”اونہوں! اپنے جسم و روح کے جلنے کا مزہ یہیں چکھو نکل بھاگنے کی صورت نہیں۔ اف کتنا دردناک منظر ہے!

اہل جنت کے لیے عیش و بہار:۔

اسی طرح ٹھوس مادی نعمتیں مجسم صورت میں اس طرح بیان کی گئی ہیں:

وَاَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ لا مَآ اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ (۲۷) فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ (۲۸) وَّ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ (۲۹) وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ (۳۰) وَّ مَآءٍ مَّسْكُوْبٍ (۳۱) وَّ فَاكِهَةٍ كَثِیْرَةٍ (۳۲) لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّ لَا مَمْنُوْعَةٍ (۳۳) وَّ فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ (۳۴) اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً (۳۵) فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا (۳۶) عُرُبًا اَتْرَابًا (۳۷) لِّاَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ (۳۸)[الواقعہ]

”اور دائیں بازو والے دائیں بازو والوں کی خوش نصیبی کا کیا کہنا! وہ بے خار بیریوں اور تہ بر تہ چڑھے ہوئے کیلوں، اور دور تک پھیلی ہوئی چھاؤں اور ہر دم رواں دواں پانی اور کبھی ختم نہ ہونے والے اور بے روک ٹوک ملنے والے بکثرت پھلوں اور اونچی نشست گاہوں میں ہوں گے۔ ان کی بیویوں کو ہم خاص طور پر نئے سرے سے پیدا کریں گے اور انہیں باکرہ بنا دینگے اپنے شوہروں کی عاشق اور عمر میں ہم سن“۔

اِنَّ لِلۡمُتَّقِیۡنَ لَحُسۡنَ مَاٰبٍ (۴۹) جَنّٰتِ عَدۡنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الۡاَبۡوَابُ (۵۰) مُتَّكِـِٕیۡنَ فِیۡهَا یَدۡعُوۡنَ فِیۡهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِیۡرَةٍ وَّ شَرَابٍ (۵۱) وَعِنۡدَهُمۡ قٰصِرٰتُ الطَّرۡفِ اَتۡرَابٌ (۵۲) هٰذَا مَا تُوۡعَدُوۡنَ لِیَوۡمِ الۡحِسَابِ (۵۳)[ص]

’’(اب سنو کہ) متقی لوگوں کے لیے یقیناً بہترین ٹھکانا ہے ہمیشہ رہنے والی جنتیں، جن کے دروازے ان کے لیے کھلے ہوں گے خوب خوب فواکہ اور مشروبات طلب کر رہے ہوں گے اور ان کے پاس شرمیلی ہم سن بیویاں ہوں گی...... ’’یہ وہ چیزیں ہیں جنہیں حساب کے دن عطا کرنے کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے‘‘۔

سبحان اللہ! کتنا دلکش اور پر بہار منظر ہے اس حیات ناپائیدار میں انسان اس سے بہتر عیش و آرام اور اس سے زیادہ پر لطف و پر بہار زندگی کا تصور تک نہیں کر سکتا۔ آنکھیں بند کر کے ذرا چشم تصور کو وا کیجئے کیا عجیب بہار ہے وسیع باغات ہیں جن میں کبھی ختم نہ ہونے والے پھلوں سے لدے ہوئے درخت ہیں جن کے بیچوں بیچ ہر دم رواں پانی کے چشمے بہہ رہے ہیں ان چشموں کے کنارے درختوں کے گھنے ٹھنڈے سائے میں نہایت حسین و جمیل ہم عمر نوجوان اور باحیا بیویوں کی معیت میں اونچی نشست گاہوں پر گاؤ تکیہ لگائے اہل جنت فروکش ہیں جی بھر کر قسم ہا قسم کے پھلوں اور شراب طہور سے لطف اندوز ہو رہے ہیں اور بار بار طلب کر رہے ہیں۔ بھئی اور لو! ضیافت کی یہی تو چیزیں ہیں جو آج کے دن تمہیں مہیا کرنے کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا، جواب میں کہا جاتا ہے۔

یہ ہے جنت کی وہ ابدی نعمت، جس سے انسان کے کام ودہن لذت اندوز ہوں گے اور جسے یہاں محسوس و مجسم شکل میں لوگوں کے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔

غور سے دیکھیں تو جنت و دوزخ دونوں الگ الگ راہیں ہیں جن میں نفوس انسانی بالکل منفرد شکلیں اختیار کر جاتے ہیں یا یوں کہئے کہ ان کے چہروں پر کوئی عجیب و غریب قسم کی پرچھائیں پڑی ہے۔ قرآن نے اس کیفیت کی عکاسی ان الفاظ میں کی ہے۔

اہل جنت کی باہم دوستی:۔

جنت کی تصویر ان الفاظ میں:

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجۡعَلُ لَهُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا (مریم:۹۶) ’’یقیناً جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور عمل صالح کر رہے ہیں عنقریب رحمٰن ان کے لیے دلوں میں محبت پیدا کرے گا‘‘۔

وَمَنۡ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓـئِكَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَیۡهِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓـئِكَ رَفِیۡقًا (النساء:۶۹)

’’اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء

اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کیسے اچھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میسر آئیں‘‘۔

اہل دوزخ کی حسرت:۔

اور عذاب دوزخ کے بارے میں:

**اِنَّا اَنْذَرْنٰکُمْ عَذَابًا قَرِیْبًا ۚ یَّوْمَ یَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ یَدٰہُ وَ یَقُوْلُ الْکٰفِرُ یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرٰبًا** (النبا:۴۰)

’’بے شک ہم نے قوم کو ایک ایسے عذاب سے ڈرایا ہے جو قریب ہی آنے والا ہے جس دن کوئی شخص اپنے ان اعمال کو اپنے نامہ اعمال میں لکھا دیکھ لے گا جو اس نے دنیا میں اپنے ہاتھ سے کیے تھے اور کافر حسرت سے کہے گا، اے کاش! میں مرنے کے بعد ہو گیا ہوتا مٹی!‘‘

**وَلَوْ تَرٰۤی اِذْ وُقِفُوْا عَلٰی رَبِّهِمْ ؕ قَالَ اَلَیْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰی وَ رَبِّنَا ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ** (الانعام:۳۰) ’’کاش وہ منظر تم دیکھ سکو جب یہ اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے اس وقت ان کا رب ان سے پوچھے گا کیا یہ حقیقت نہیں ہے؟ یہ کہیں گے ہاں اے ہمارے رب! یہ حقیقت ہی ہے! وہ فرمائے گا اچھا تو اب اپنے انکار حقیقت کی پاداش میں عذاب کا مزہ چکھو‘‘۔

الغرض ان سب مشاہد میں جنت و دوزخ کا نقشہ انسان کے قلب و ضمیر میں ایک طرح کی بے آمیز مسرت و اطمینان اور محبت یا بے میل ندامت و رسوائی اور نفرت کا احساس پیدا کر دیتا ہے۔

(تالیف: سید قطب شہیدؒ ترجمہ: نصر اللہ خان خازن)